تجلیاں

حمد و دعایہ
نعت و منقبت و سلام
اور
منظومات، غزلیات

حشام احمد سید

تجلیاں

حشام احمد سید

خیالِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اُداس لمحوں کی کیفیت میں
شعورِ ہستی کا ایک دھاگا
مرے ہی پیکر کا تانا بانا
وجودِ ہستی کو بُن رہا ہے
ترے ہی رشتوں کی آگہی سے
مرے خیالوں کی وسعتوں نے
خلا کو اپنا وجود بخشا
اور ایسے لمحے میں تیراؔ دامن
سفینۂ جاں کا بادباں ہے
تریؔ محبت کا سرخ لاوا
مرے ہی کوہِ گراں کے اندر پگھل رہا ہے

مقصودِ کائنات

مقصودِ کائنات ہوں اور مدعا بھی ہوں
سرمستیِ حیات ہوں لیکن گلہ بھی ہوں
قامت نہ ناپ میرے شب و روز دیکھ کر
میں ابتدائے وقت ہوں اور انتہا بھی ہوں
میں ہوں غبارِ راہ مگر یہ بھی جان لے
میں منزلِ مراد ہوں اور راستہ بھی ہوں
تنہا ہوں گرچہ ذات میں لیکن یہ غور کر
گرمِ فغاں جرس ہوں مگر قافلہ بھی ہوں
میرا ظہور اصل میں ہے وجہِ زندگی
اور میں سکوتِ وقت کا اک مرحلہ بھی ہوں
گردش ، عذاب اور ہے تابِ شکستگی
ہاں اس نظامِ دہر کا اک سلسلہ بھی ہوں
نورِ ازل وہی ہے کہ روشن ہے اک چراغ
میں کائناتِ عصر میں اک آئینہ بھی ہوں
حشامؔ یہ زمانہ مجھے کیا سمجھ سکے
بندہ ہوں میں خدا کا دلِ مصطفیٰؐ بھی ہوں

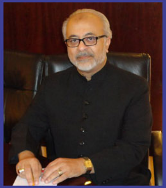

حشام احمد سید

Available at:
Fazlee's Book Supermarket
507/3,Temple Road,Urdu Bazar, Near Radio Pakistan
Karachi, Pakistan.
Phone: 021-32629724, 32212991Fax: 021-32633887
E-mail:fazleebook@gmail.com

ISBN 978-969-441-163-7

تاثرات

مثبت و پاکیزہ کلامِ ضوفشاں

شعر گوئی بھی دیگر فنون کی طرح، ایک فن ہے۔ تاہم، خیال آفرینی اسے دیگر فنون سے ممتاز بناتی ہے۔ چنانچہ، کوئی شعر فنی لحاظ سے درست ہوسکتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ اس میں جو خیال پیش کیا گیا ہو، وہ بھی ندرت کا حامل ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ شعر کے معیاری اور قابلِ قدر ہونے کے لیے میری نگاہ میں یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کسی تعمیری نظریہ کی نمائندگی کرتا ہو۔

انسانوں کا معاملہ بھی کم و بیش ایسا ہی ہے۔ کوئی انسان بہت وجیہہ، خوب صورت، جاذبِ نظر، قابلِ رشک صحت اور شاندار شخصیت کا مالک ہوسکتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ ان ظاہری اوصاف کے ساتھ ساتھ وہ اچھے کردار، پاکیزہ اور ستھرے خیالات اور تعمیری سوچ کا حامل بھی ہو۔

ربِ کریم کے فضل و کرم سے حشام احمد سید نہ صرف متاثر کن شخصیت کے مالک ہیں بلکہ بامقصد اور تعمیری سوچ بھی رکھتے ہیں۔ یہی پاکیزہ اور مثبت سوچ ان کی شاعری کو ضوفشاں بناتی ہے۔

''تجلیاں' ' ان کے حمدیہ و نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے۔ حمد و نعت کہنا کارِ نازک ہے۔ یہ کام وہی کرسکتا ہے جسے مالکِ کائنات کی ہمہ گیر ذاتِ

پاک، اس کے منفرد اوصاف، مخلوقات سے اس کی بے پایاں محبت اور اس کے وسیع اختیارات کا شعور ہو۔ اس کے علاوہ، وہ سرورِ کائنات ﷺ کی ذاتِ گرامی، ان کے نبی آخر الزماں اور عالمین کے لیے رحمتِ خداوندی اور ہدایت ہونے پر ایمانِ کامل رکھتا ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس سے نہ صرف بے پناہ محبت کرتا ہو بلکہ آپ ﷺ کے فرامین پر دل جان سے عمل کے لیے کوشاں رہتا ہو۔

میں باری تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ اس نے حشام احمد سید کو اپنے رب کی ذات اور اس کے نبی رحمت ﷺ کی ارفع شخصیت کا شعور بخشا اور ان کے دل میں اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی بے کراں محبت پیدا فرمادی۔ اس کے ساتھ انہیں دلِ حساس عطا کیا۔ اسی دلِ حساس نے حشام سید کے رہوارِ قلم کو جادۂ مستقیم پر گامزن کیا ہوا ہے۔ اس راہِ راست پر جادہ پیمائی کے دوران میں، ان کا خلوصِ دل، کربِ ناپیدا کنار سے ہم کنار ہوکر، اشعار کی صورت ڈھل گیا ہے۔

حشام سید اپنے رب سے عاجزی، شکر اور محبت کا تعلق رکھتے ہیں۔ ان احساسات کا اظہار ان کے حمدیہ اشعار میں جا بجا ہوتا ہے مثلاً

آخری، زندگی کے لمحے تک
حقِ رازق ادا نہیں ہوتا

سب کچھ ہی عطا اس نے کیا تم کو جہاں میں
تم شکرِ خدا دل سے ادا کیوں نہیں کرتے؟

اس سے کوئی مانگے تو وہ سنتا ہے ہمیشہ
حشاؔم کبھی دل سے دعا کیوں نہیں کرتے؟

وہ اس حقیقت کا بھی بخوبی ادراک رکھتے ہیں کہ الرحمٰن الرحیم کی ذاتِ پاک کی حمد وثنا مخلوق کے بس کی بات نہیں، گرچہ وہ عمرِ تمام اس کام میں صَرف کر دے چنانچہ وہ بجا کہتے ہیں ؎

آپ کی حمد حشاؔم سے ہو بیاں؟
جو ہوا ہے رقم آپ سے ہے خدا

وہ اس کرب کا بھی اظہار کرتے ہیں کہ انسان بڑا ناشکرا ہے اور وہ مصیبت پڑنے پر تو اپنے معبود کو پکارتا ہے لیکن راحت آتے ہی منعمِ حقیقی کو بھول جاتا ہے چنانچہ وہ سوال کرتے ہیں ؎

یاد آتا ہے اللہ مصیبت میں ہمیشہ
راحت میں مگر یاد اُسے کیوں نہیں کرتے؟

اس کے ساتھ وہ ایک بہت بڑی سچائی کا اظہار کرتے ہیں کہ جسے اللہ کی رضا حاصل ہوجائے اسے پھر کوئی اندیشہ نہیں ہونا چاہیے ؎

تلخ لمحوں میں رہا حشاؔم آسودہ سدا
رب رہا راضی تو اُس کو کوئی خمیازہ نہ تھا

حشام سید اس حقیقت کا بھی شعور رکھتے ہیں کہ مالکِ ہر دو جہاں سے محبت کا تقاضا ہے کہ اس کے محبوب ﷺ سے بھی محبت کی جائے، وہ کہتے ہیں ؎

اے رب یہ آپ ہی سے محبت کا فیض ہے
جو دل میں موجزن ہے محبت رسولؐ کی

رحمت للعالمین ﷺ سے محبت ہمارے ایمان کا لازمی تقاضا ہے، لیکن حشاؔم سید اس نکتۂ لطیف سے بے خبر نہیں رہے کہ رسولِ اقدس ﷺ سے محض عقیدت اور محبت کافی نہیں اور اظہارِ عقیدت و محبت کے ساتھ بے عملی کا مظاہرہ تو مالکِ یوم الدین کے غضب کو آواز دینے کی کوشش ہے۔ چنانچہ وہ جہاں محسنِ انسانیت ﷺ سے عقیدت اور محبت کا اظہار ڈوب کر کرتے ہیں وہیں تذکیر کا یہ عمل بھی جاری رکھتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی ذاتِ گرامی میں ہمارے لیے مکمل نمونہ موجود ہے۔ آپؐ کی سیرتِ اقدس کو اپنانا آپؐ کے ہر امتی کے لیے لازم ہے کہ یہی آپؐ کی تعلیمات کا خلاصہ ہے اور یہی راہِ نجات ہے۔ چنانچہ حشام سید کہتے ہیں اور خوب کہتے ہیں ؎

وہ کیسے دعویٰ حُبِّ رسولؐ کرتا ہے
عمل جو آپؐ کے فرمان کے خلاف کرے

دنیا کو پا کے بھی رہا ناکام و نامراد
جو پا سکا نہ ایک بھی عادت رسولؐ کی

محض الفاظ کی یکجائی اپنی نعت گوئی ہے
مگر ہم کو عقیدت ہے، نہ ہم طاعت ہی کرتے ہیں

یہی ہے رب کی مشیّت، یہی ہے اُس کی رضا
کہ اسوہ اپنے نبیؐ کا جہاں میں عام کرے

دعائیں ہوں گی ضرور اس کی رب کے ہاں مقبول
درود پڑھ کے جو آغاز و اختتام کرے

ہو اتباعِ رسالت مآبؐ ساری عُمر
یہ آرزو دلِ حشاؔم صبح و شام کرے

وہ خود کو مخاطب کرتے ہوئے ، سیرتِ نبوی ﷺ کے شیدائیوں کو پیغامِ عمل یوں دیتے ہیں ۔

حشاؔم اگر سیرتِ نبویؐ پہ ہے شیدا
پھر دُکھ بھرے انساں کے لیے آنکھ ہو نم بھی

وہ جانتے ہیں کہ طاعتِ رسول ﷺ کے بغیر تمام کار ہائے جہاں عبث ہیں ۔

رائج بہت علوم ہیں لیکن ہیں سب عبث
گر ہو رسولؐ کی نہ اطاعت نصاب میں

وہ نبی رحمت ﷺ سے محبت اور مقامِ رسالت ﷺ کا گہرا احساس رکھتے ہیں اور آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی کی توہین کی ناپاک جسارت کرنے والے کے لیے شمشیرِ بے نیام ہیں۔ اس ضمن میں وہ دیگر امتیوں کو یوں آواز دیتے ہیں ۔

کرے جو انؐ کی اہانت کبھی کوئی گستاخ
تو تیغِ عشق، کوئی ہے جو بے نیام کرے؟

نعت گوئی میں عموماً سرورِ دو عالم ﷺ سے محض اظہارِ عقیدت و محبت کیا جاتا ہے لیکن حشام سید، طاعتِ رسول مقبول ﷺ ہی کو بہترین نعتِ سید المرسلین قرار دیتے ہیں۔ میری رائے میں اگر حشام سید نعت کا کوئی اور شعر نہ کہتے تو بھی ان کا یہ شعر ان کی مکمل اور بھرپور نعت گوئی کا حق ادا کرنے کے لیے کافی تھا ۔

طاعت ہی میں پنہاں ہے محبت کی حقیقت
اس فعل سے بہتر تو کوئی نعت نہیں ہے

جیسا کہ میں نے عرض کیا حشام سید کو ربِ کریم نے گدازیِ دل اور قابلِ قدر احساسات سے مالا مال فرمایا ہے، چنانچہ ان کی شاعری ترغیبِ عمل کی شاعری ہے اور ایک سچے مومن کی تڑپ کی عکاس ہے۔ وہ کہتے ہیں ۔

حق بات کی تلقین کبھی ہم نہیں کرتے
کرتے بھی ہیں تو کوششِ پیہم نہیں کرتے

کیوں لوگوں کی آنکھوں میں چمک اٹھتی ہے دنیا
کیوں لوگ ذرا آنکھوں کو پُرنم نہیں کرتے

حشاؔم اصولوں پہ عمل کرنے کی کوشش
کیوں غیر ہی کرتے ہیں کبھی ہم نہیں کرتے

عمل کا سارا کھیل ہے پیارے
ورنہ قول دھرا رکھا ہے

دے کے صدقہ ہے خواہشِ تشہیر
یہ سخاوت ہے یا تجارت ہے؟

حسّام سید نے مختلف بحور میں اظہارِ سخن کیا ہے۔ انہوں نے پابند شاعری کے ساتھ ساتھ آزاد شاعری بھی کی ہے۔ان کے ہاں سادگیِ کلام نمایاں ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ابلاغ کو اوّلیت دیتے ہیں۔ان کا سادہ لہجہ بھی متاثر کن حُسن کا مالک ہے۔ انہوں نے دوہے کے رنگ میں بھی سخنوری کا تجربہ کیا ہے۔ چنانچہ سچ کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے وہ خود کو تلقین کچھ یوں کرتے ہیں ۔

سچ کی جوت جگاتے رہنا دلوں میں اے حسّام
دنیا لاکھ بھلے ہی سمجھے مورکھ اور نادان

حسّام کا قلم اُمّتِ مسلمہ کی بے عملی اور اس کے نتیجے میں زبوں حالی کا تذکرہ کرتے ہوئے گاہے تلخ ہوجاتا ہے۔ یہ ان کے کرب سے معمور قلبِ باصفا کا تقاضا ہے۔ اسی تقاضے کے زیرِ اثر وہ طنز کے پیرایہ میں یوں سخن طراز ہوتے ہیں ۔

کیا حوریں اُتر آئی ہیں میخانے میں اِمشب؟
جو دید کو واں صاحبِ ایمان گئے ہیں

رب رحیم و کریم سے حسّام قلبی تعلق رکھتے ہیں اور وہ اس کُھلے راز سے بخوبی واقف ہیں کہ اپنی تمام تر جسمانی اور روحانی خواہشات کی تکمیل کے لیے بندے کو اپنے مالک ہی کو پکارنا چاہیے۔ وہ خوب سمجھتے ہیں کہ روحانی ضروریات ، بہرحال جسمانی تقاضوں سے افضل ہیں اور جسمانی عافیت کے لیے روح کی پاکیزگی از بس ضروری ہے، لہٰذا وہ اپنے خالق سے یوں مناجات کرتے ہیں ۔

فقر کی دولت، قلب کی تسکیں ہو حاصل
صدق و صفا کے لعل و گہر دے یا اللہ

میں حسّام سید کی اس دعا پر آمین کہتے ہوئے ان کے لیے صمیمِ قلب سے دعا گو ہوں کہ پروردگارِ عالم اس حمدیہ ونعتیہ مجموعہ کو بے شمار انسانوں کے لیے سببِ ہدایت اور صاحبِ کتاب کے لیے توشۂ آخرت بنا دے۔

کلیم چغتائی
سابق ایڈیٹر، ماہنامہ 'رابطہ' کراچی